مطبوعات

عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی | از جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، دکن،

شائع کردہ مکتبہ جامعہ، دہلی۔ کاغذ، جلد، گرد پوش مناسب، طباعت جنگ زدہ۔ قیمت: ۳ روپے ۸ آنے۔

یہ ایک تحقیقی کتاب ہے اور خوب "پڑھ کر" لکھی گئی ہے۔ بہت اچھی معلومات کو جناب مولف نے دور دور سے جمع کرکے مرتب کیا ہے، مگر حقیقۃً یہ "کتاب" نہیں ہے کہ ایک موضوع سے متعلق مباحث پر خود اس موضوع کے تقاضوں سے ایک سلسلۂ مضامین لکھا گیا ہو، بلکہ دراصل یہ چند مقالات کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً ڈاکٹر صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کے عنوان کو دیکھ کر جن جن مباحث کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے ان میں سے بعض بالکل ناپید ہیں اور بعض بہت تشنہ ہیں۔

"شہری مملکتِ مکہ" میں عہد جاہلیت کا وہ نظام سیاسی و اجتماعی بالتفصیل پیش کیا گیا ہے جو ام القری کا طرۂ امتیاز تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مذہبی نظام پر بھی نظر ڈالی گئی ہے، کیونکہ مذہب (جیسا کچھ بھی اس وقت تھا) نظام سیاسی پر خوب اچھی طرح موثر تھا؛ پھر تمدن کے دوسرے اہم پہلو مثلاً تجارتی، عسکری، سفارتی، مالیاتی نظام بھی مجملاً بیان کردیے گئے ہیں۔ "دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور" بھی نہایت اہم مضمون ہے۔ یہ دستور دو حصوں پر مشتمل ہے، ایک میں مدینہ کی الٰہی ریاست کے اندر مسلمانوں کے حقوق متعین کیے گئے ہیں اور دوسرے میں معاہد اور حلیف یہودیوں وغیرہ کے حقوق کا تذکرہ ہے جو بطور معاہدہ مقرر کیے گئے تھے۔ یہ "دستور" مغربی زبانوں میں مدت سے شائع ہو چکا ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے اسے اردو میں عربی ماخذ کا براہ راست مطالعہ کرکے منتقل کیا ہے اور واقعۃً یہ ایک قابل قدر کام ہے۔ مقالہ کے آغاز میں وقت کے سیاسی ماحول کی جھلک دکھادی گئی ہے جس کی روشنی میں اس دستور کے مطالعہ سے نبیؐ کی فوق العام سیاسی بصیرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد "قرآنی تصور مملکت" اہم ترین مضمون سامنے آتا ہے، مگر یہی وہ موضوع ہے جس کا حق ادا کرنا شاید محض ایک "محقق" کا کام نہیں، بلکہ "مبلغ" کے لیے مخصوص ہے۔

اسلام کے نظامِ سیاسی پر قلم اٹھانے والے کا اولین موضوع ہو ہی یہی سکتا ہے کہ وہ اس نظریہ کو اجاگر کرے جو اپنے مومنین کو دوسرے تمام نظریوں پر قائم ہونے والے سیاسی نظاموں سے لڑا دیتا ہے۔ ہم بافسوس یہ عرض کریں گے کہ ڈاکٹر صاحب قرآن کے تصورِ مملکت کو پوری طرح واضح نہیں کر سکے۔ بلکہ کچھ عجب نہیں کہ اسے ابھی وہ سمجھے بھی نہ ہوں، کیونکہ یہ انقلابی نظریہ جو "لا الٰہ" سے ابھر کر "ان الحکم الا للّٰہ" تک پہنچتا ہے محض علمی تحقیق (Research work) کا حاصل نہیں ہے، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ کمان حقیقت سے چھوٹا ہوا تیر جس دل و جگر کو چھید گیا، چھید گیا!

اس باب میں یہ تفصیل ہونی چاہیے تھی کہ نظریۂ توحید اور نظریۂ حاکمیتِ الٰہیہ کیا ہے، اس کے وسیع مقتضیات کیا کیا ہیں، اس کی بنیاد پر جو ریاست بنتی ہے وہ غیر الٰہی ریاستوں کے مقابلہ میں کیا فوقیتیں رکھتی ہے اور اُ سے کہاں تک غیر الہامی نظریہ ہائے سیاسی کی پیدا کردہ گتھیاں سلجھتی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ کسی دوسرے لکھنے والے کے لیے باقی رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا اس بحث میں یہ عجیب نظریہ سامنے آتا ہے کہ آدمؑ کے بعد کئی نسلوں اور کئی صدیوں تک مملکت کا کوئی نظم نہ تھا، بلکہ فقط انبیاء کی نصیحتوں سے ایک اخلاقی نظام بن جاتا تھا اور سیاسی نظام اور اقتدار کی ضرورت مدتوں تک کبھی پیش نہ آئی۔ حالانکہ سیاسی نظام، چاہے اس کی شکل اور وسعت کیسی ہی کیوں نہ ہو، اجتماعی زندگی کا ایک طبعی لازمہ ہے۔ اسی غلط تصور کے تحت ڈاکٹر صاحب کی رائے یہ بھی ہے کہ ابتداءً ایک قوم کی جانشین دوسری قوم بنتی تھی، نہ کہ ایک نوعیت کی مملکت دوسری نوعیت کی مملکت کی جگہ لیتی ہو۔ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ پھر قصۂ طالوت سے یہ استدلال بھی صحیح نہیں ہے کہ یہودیوں نے اپنے پیغمبر سے نبوت اور بادشاہت یا مذہب اور ریاست کے الگ الگ ہونے کو سرکاری طور پر مصدقہ کرا لیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ رائے بھی غلط ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے اقتدارِ اجتماعی میں کوئی "اشتراک" کیا تھا۔ "اشرکہ فی امری" کی دعا کا مدعا تو صرف یہ تھا کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے رفیقِ کار اور نائبِ کار ہو جائیں۔ مگر ان چند کوتاہیوں کے عرض کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ پورا باب ناقابلِ استفادہ ہے۔ نہیں۔ اس میں شعورِ حقیقت کی بھی کافی جھلک موجود ہے اور بیعت، شوریٰ، قانون سازی، عدلیہ، جہانبانی، جانشینی وغیرہ جیسے اہم مسائل پر بھی مختصر مگر

مفید بحثیں درج ہیں ـــ اگرچہ ناکمل ہیں!

اس کے بعد "اسلامی عدل گستری"، "عہد نبوی کا نظام تعلیم"، "جاہلیت عرب کے معاشی نظام کا اثر مملکت اسلامیہ پر"، "عہد نبوی میں سیاست کاری کے اصول"، "تالیفِ قلبی"، "ہجرت یا نوآبادکاری" اور "آنحضرت اور حوائج" بھی قابل قدر بحثیں ہیں، جن میں بہت سا ایسا مواد ہے جو اردو داں طبقہ کے سامنے کبھی نہیں آیا۔ کتاب اس قابل ہے کہ علمی ذوق رکھنے والے اصحاب اس کا مطالعہ کریں۔

God Soul & Universe IN Science and Islam

مؤلفہ سر محمد یامین خاں سی، آئی، ای۔ قیمت: دو روپے آٹھ آنے۔

شائع کردہ:۔ شیخ محمد اشرف، کشمیری بازار، لاہور۔

اس انگریزی کتاب میں خدا، روح، حشر و نشر، وحی، نبوت وغیرہ کی سائنٹفک توضیح کرنے کی سعی کی گئی ہے، مگر اس سعی کو کامیاب کہنے میں ہمیں تامل ہے۔ پوری بحث کی گاڑی اسی "سائنٹفک تفلسف" کی پٹڑی پر چلائی گئی ہے جس کو سر سید خاں مرحوم کے اسکول نے اسلامیات کی دنیا میں بچھایا تھا۔ الہامی حقائق کو پیش کرنے کے لیے: تو کمسٹری کی لیبارٹری کے آلات موزوں ہیں اور نہ ارسطو اور افلاطون کی منطق بازی اور فلسفہ آرائی۔ یہ ایک جداگانہ موضوع ہے اور اس کی ایک علیحدہ حکمت ہے۔ اس حکمت کو انبیاء سے حاصل کرنا چاہیے۔ مگر نیک نیت مؤلف سر محمد یامین نے خود ہی یہ معذرت کر دی ہے کہ وہ اسلامیات میں مہارت نہیں رکھتے۔ اس کے ساتھ ان کی کتاب بتاتی ہے کہ وہ فلسفہ سے بھی کچھ زیادہ استفادہ نہیں کر سکے ہیں۔ پس کچھ عجب نہیں کہ ان کی سعی کا تیر نشانے پر نہ بیٹھا ہو۔

زبان سادہ اور عام فہم تو ہے مگر محاورہ کی لغزشیں ضرور پائی جاتی ہیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مصنف نے خدا کے واحد ہونے کو "Unit" (یعنی اکائی) کے لفظ سے ادا کرنے میں "جسارت" سے تو کام نہیں لیا ہے؟

فلکیات وغیرہ کے متعلق جو کچھ معلومات جمع کی گئی ہیں وہ خوب دلچسپ ہیں۔

نبوت کا ظہورِ اتم

از خواجہ کمال الدین مرحوم۔ قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ: مسلم بک سوسائٹی، عزیز منزل، برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

خواجہ کمال الدین نے جو اسلامی لٹریچر پیدا کیا تھا اس کا ایک اہم حصہ یہ کتاب بھی ہے۔ اس میں سیرت نبوی کو پیش کیا گیا ہے۔ احمدی لٹریچر کی خصوصیتیں، یعنی مغرب سے تاثر اور اسلام کی طرف سے "دعویٰ" نہیں، بلکہ "جواب دعویٰ" سا پیش کرنا اور اس کے ساتھ اسلام کو ایک تہذیبی انقلاب کی تحریک کے بجائے ایک "پرامن" اخلاقی مسلک بنا کر پیش کرنا، اس کتاب کے حصہ میں بھی آئی ہیں۔ تاہم یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسے پڑھ کر کچھ استفادہ ہی نہ کیا جا سکے۔

ہمارے پیش نظر ۱۹۳۰ء کے ایڈیشن کی ایک جلد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے رحم زمانہ اسے پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا

"البیان" کا "ختم نبوت" نمبر مرتبہ:۔ محمد اقبال سلیمانی صاحب۔ قیمت ۱۲ر۔ صفحات ۱۸۴۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر امت مسلمہ (ہند) امرتسر۔

اس خاص نمبر میں مختلف حضرات کے وہ مضامین جمع کیے گئے ہیں جن میں قادیانی نظریۂ نبوت کی تردید اور عقیدۂ ختم رسالت کا اثبات کیا گیا ہے۔ سید رشید رضا مصری، علامہ اقبال مرحوم، مولانا آزاد، مولانا سندھی مرحوم، سید سلیمان ندوی کے افکار بھی اس میں شامل ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ حدیث کی مخالفت کا زہر اس میں بھی موجود ہے۔

"نئی زندگی" کا پاکستان نمبر مرتبہ ڈاکٹر سید محمود۔ قیمت ۱۲ر۔ ضخامت ۱۵۰ صفحات۔ ملنے کا پتہ دفتر نئی زندگی۔ الٰہ آباد

نئی زندگی کے اس نمبر کا اشتہار تو یہ بتاتا تھا کہ یہ نمبر پاکستان کے موضوع پر دو طرفہ آراء اور رجحانات کا مجموعہ ہوگا اور "وطنی قومیت" اور "مسلم قومیت" دونوں کے علمبردار اپنے اپنے مدعا کو پیش کریں گے مگر عملاً یہ یکطرفہ "ڈگری" ہو کر رہ گیا ہے، یعنی پورا پرچہ "وطنی قومیت" کے نمائندوں کے مضامین سے تعمیر ہوا ہے۔ یہ مضامین مسلمان قوم میں "نظریۂ پاکستان" کو ابھارنے والے "سیاسی خوف" کا علاج ایک اور "خوف" ہی سے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خوف پاکستان کی مضرتیں گنوا گنوا کر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ نظریۂ پاکستان جس حقیقی خوف کی وجہ سے ابھرا ہے، اس کا ازالہ کسی مثبت تجویز سے ہی ہو سکتا ہے، اور ایسی کسی تجویز کا اس نمبر میں نام و نشان نہیں ملتا۔ بہرحال وطنی قومیت کے بڑے بڑے حامیوں کے خیالات اس میں یکجا ہیں اور کچھ مفید اعداد و شمار بھی دیے گئے ہیں۔